رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۶۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

(اخبار سے باہر پانچ روپے)

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۳۱ء مطابق ۱۸ رمضان سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

(۲) **معذرت متعلق اعلان نکاح:۔** ذیل میں جس نکاح کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اسکی اطلاع مجھے سالانہ جلسہ کے قریب اس وقت پہنچی تھی۔ جبکہ فاروق کا پرچہ شائع ہو چکا تھا۔ اس کے بعد جلسہ کی مصروفیت رہی۔ اور میں اس اعلان کو شائع کرنا بھول گیا۔ اب جبکہ مجھ سے مطالبہ ہوا۔ تو مجھے خیال گذرا۔ کہ میں اس کو شائع کر چکا ہوں۔ دسمبر کے فاروق دیکھے تو ان میں یہ درج نہ تھا۔ مجھے بہت ندامت ہوئی کہ میں نے غفلت سے اس کو شائع نہ کیا۔ لہذا میں اس کوتاہی کی معافی کا خواستگار ہوں۔ اور ذیل میں اس اعلان کو شائع کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

اعلان نکاح:۔ ۱۷ دسمبر سنہ ۳۰ء کو خان بہادر شیخ محمد آصف زمان صاحب بی۔ اے (علیگ) احمدی ڈپٹی کلکٹر سیتاپور کی صاحبزادی عزیزہ بلقیس خاتون کا نکاح اللہ داد خانصاحب بی۔ اے خلف لفٹیننٹ سردار محمد ایوب خانصاحب او۔ بی۔ آئی سے دس ہزار روپیہ مہر پر سیتاپور میں ہوا۔ قادیان سے جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب بالقابہ بھی مدعو تھے۔ خطبہ نکاح مفتی صاحب قبلہ نے پڑھا۔ جو نہایت موثر نصائح سے پُر تھا۔ سامعین نے بے حد پسند کیا۔ یہانتک کہ ایک معزز ہندوستانی آفیسر نے فرمایا۔ کہ نکاح تو بہت دیکھے ہیں۔ لیکن نکاح کی حقیقت کو آج ہی سمجھا ہے۔ اس مبارک تقریب پر خان بہادر نے شہر کے معزز یورپین اور ہندوستانی اصحاب کو دعوت دی تھی۔ جن کی اعلیٰ پیمانہ پر شیرینی۔ چائے اور فروٹ وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ تمام احمدی احباب سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ازدیاد محبت اور رحمت و برکت کا موجب کرے۔ آمین۔

(خاکسار جلیل القدر احمدی)

(۳) **درخواست دعا:۔** مکرمی جناب شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس سکھر سے لکھتے ہیں۔ کہ ان پر معاندین کی طرف سے ایک مقدمہ چلایا گیا ہے۔ احباب نہایت درد دل سے شیخ صاحب موصوف کی باعزت بریت اور باشوکت کامیابی کے لئے بالالتزام دعائیں فرماتے رہیں۔ خدا تعالیٰ اس کا اجر عظیم دیگا۔

(۴) **کامیابی امتحان کیلئے درخواست دعا:** برادرم بشیر احمد صاحب احمدی سرگودہا سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ بندہ گذشتہ سال کے ماہ نومبر سے امتحان میٹریکولیشن سنہ ۳۱ء میں اپیئر ہونے کے لئے پرائیویٹ سٹڈی میں مشغول ہے۔ لہذا آقائی و مولائی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جملہ بزرگان سلسلہ و نیز ہر ہر واقف حال دوستوں سے مودبانہ عرض ہے۔ کہ اپنے خاص عام اوقات میں خاص توجہ اور درد دل سے دعائیں فرمائیں۔ کہ تا میرا رحیم و کریم آقا و مولا خداوند تعالیٰ مجھے عظیم الشان کامیابی عطا فرماوے۔ آمین۔

امیر پیغام کا عذر گناہ بدتر از گناہ

مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام نے یار و اغیار کے مطالبہ سے مجبور ہو کر اپنے عقائد سابقہ متعلق نبوت مسیح موعود علیہ السلام کی تبدیلی پر جو گوناگوں رنگ اختیار کئے تھے وہ کافی نہ ثابت ہونے کی وجہ سے پھر لوگوں نے آپ کو تنگ کیا کہ وہ صحیح جواب جو عقل سلیم کے نزدیک قابل تسلیم ہو اپنے تبدیلی عقائد کا دیں۔ اس جدید تشویش سے عاجز آکر جناب امیر ایدہ اللہ نے ۱۹ر جنوری سنہ ۳۱ء کے "پیغام جنگ" میں جس حواس باختگی اور از خود رفتگی کا نمونہ دکھایا ہے۔ اور جو علم و عقل۔ خرد و دانش تقویٰ و صلاحیت سے دور ہو کر تبدیلی عقیدہ کا جواب دیا ہے۔ اس کے جواب میں فاروق کا اگلا نمبر سالم کا سالم آپ کے لایعنی جواب کی دھجیاں اڑاتا ہوا شائع ہوگا۔ احباب اسکی کاپی [illegible] سے بھی بیان کریں اور حضرت

(ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف رمضان المبارک کیلئے رعایتی اعلان

محصول ڈاک کا بندہ خریدار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے بہا خزانہ

صرف تیس سٹ

تبلیغ رسالت :- یعنے مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام - اس مجموعہ میں حضرت اقدس کے وہ نایاب لاجواب اشتہارات بڑی محنت سے تلاش کر کے ۱۸۹۸ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وفات تک کے کل اشتہارات کتابی صورت میں جمع کر دیئے ہیں - جو چار جلدوں میں ہیں - یہ وہ اشتہارات ہیں - جن کو زمانہ دیکھنے کے لئے بے قرار تھا - اور اگر ان کو کتابی صورت میں جمع نہ کر دیا جاتا - تو یہ حضور علیہ السلام کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ضائع ہو جاتا - چاروں جلدوں کی مجموعی قیمت چار روپیہ آٹھ آنہ ہے - جو ماہ رمضان میں صرف دو روپیہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاک میں ملیں گے کوئی تعلیم یافتہ احمدی اس مجموعہ سے محروم نہ رہے - صرف بتیس سٹ اس کے رعایتی قیمت پر دیئے جائینگے

غیر احمدیوں کی تردید میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

عشرہ سوالات کے جوابات ۸ ر- مباحثہ مونگھیر ہر دو حصہ ۸ ر- بحر حقیقت ۴ ر- النبوت فی الاحادیث ۰۶ ر- التنقید بجواب رسالہ قبر مسیح ۳ ر- احمدی نمبر اول مثالث یہود ۲ ر- مکمل سٹ کی مجموعی قیمت دو روپیہ - رعایتی ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک :

مولوی ثناء اللہ کی تردید میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

عمدہ خلف صدق ۴ ر- فیصلہ خدائی ۷ ر- فیصلہ الٰہی ۵ ر- ثنائی فرار ۷ ر- مرقع ثنائی ۴ ر- ثنائی ہرزہ درائی ۹ ر- ثنائی ہفوات ۴ ر- مکمل سٹ کی مجموعی قیمت تین روپیہ - آریہ گزٹ لاہور سٹ آنہ - علاوہ محصول ڈاک :

آریوں کی تردید میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

کیفیت وید ۵ ر- چشمہ ہدایت ۵ ر- شین گن ۴ ر- پیدائش عالم ۳ ر- صاعقہ ذوالجلال ۳ ر- رسالہ گوشت خوری ۲ ر- ایک مسلمان کا پیغام ۲ ر- الحق دہلی ۱ ر- دھرمپال کا چیلنج ۱ ر- گائے کی عظمت ۱ ر- تنبیہہ زباندراز ۱ ر- کلام الامام ۱ ر- ویدوں کے سربستہ راز ۱ ر- مکمل سٹ کی مجموعی قیمت دو روپیہ - رعایتی ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک :

اہل پیغام کے رد میں رعایتی سٹ

صرف بیس سٹ

خلافت محمودی مصلح موعود ۱ ر- النبوۃ فی الالہام ۶ ر- ازہاق الباطل ۲ ر- مکمل سٹ کی مجموعی قیمت ایک روپیہ رعایتی آٹھ آنہ - علاوہ محصول ڈاک :

ماہ رمضان میں فاروق کے جدید خریدار کو انعام

جو دوست اس ماہ مبارک میں فاروق کی خریداری منظور فرماوینگے - ان کو ایک سال کی خریداری پر دو روپیہ کی اور چھ ماہ کی خریداری پر ایک روپیہ کی مندرجہ ذیل کتابیں سفت بطور انعام دیجائینگی - بشرطیکہ چندہ پیشگی ادا کریں جو درخواست سالانہ خریداری کی اس ماہ مبارک میں ارسال کرینگے انکو **تبلیغ رسالت** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات ابتداء ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وفات تک کا مجموعہ قیمتی ایک روپیہ آٹھ آنہ اور **تنقید صحیح** فرقہ بابیہ کے رد میں قیمتی ۸ ر- یہ دونوں کتابیں چار روپیہ بابت چندہ سالانہ فاروق ۱۹۳۱ء اور چھ آنہ محصول ڈاک - کتابوں کا جملہ ۴ روپیہ چھ آنہ میں وی پی بھیجی جائینگی - اس میں کتابوں کی کوئی قیمت نہیں لی جائیگی - اور چھ ماہ کی خریداری پر **النبوت فی الالہام** قیمتی چھ آنہ - اور **ہدایات** زریں فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعینی دس آنہ - جملہ ایک روپیہ کی دو کتابیں دو روپیہ پانچ آنہ میں بابت چندہ چھ ماہ و محصول ڈاک کتب انعامی کا وی پی ارسال ہوگا - اس میں کتابوں کی قیمت نہیں لیجائیگی - صرف چھ ماہ کا چندہ فاروق اور انعامی کتابوں کا محصول ڈاک ۵ ر- وصول کیا جائیگا - لہذا احباب اس مبارک ماہ رمضان میں ایسے موقعہ سے پورا فائدہ حاصل کریں - اور اپنی لائبریریوں کو ان کتابوں سے مکمل فرماویں :

فاروق کی خریداری پر ایک اور رعایت

جو دوست فاروق کے واسطے چار خریدار نئے سالانہ چندہ ادا کرنے والے اس ماہ میں عطا فرماوینگے - ان کو سال بھر تک فاروق مفت بلا کسی چندہ کے ملتا رہیگا - اور ان چاروں خریداروں کو خریداری سالانہ پر دو - دو روپیہ کی انعامی کتب حسب تجویز مندرجہ صدر بطور انعام الگ دی جائینگی اسلئے دوست کوشش فرما کر چار نئے خریدار جو چار روپیہ سالانہ چندہ ادا کریں - عطا فرما کر اس مزید رعایت سے مستفید ہوں - اور اگر چھ ماہ کی خریداری والے چار خریدار دینگے - تو اس پر بھی خریدار دینے والے صاحب کو چھ ماہ تک فاروق مفت بھیجا جائیگا - اور نئے خریداروں کو ایک روپیہ کی انعامی کتب حسب تجویز بالا بطور انعام بھی دیجائینگی - محصول ڈاک کتابوں کا بذمہ خریداران ہوگا :

نوٹ نمبر ۱ :- ہر ایک سٹ صرف بیس کی تعداد تک رعایتی قیمت پر دیا جائیگا - اس سے زائد درخواستیں منظور نہ ہونگی

نوٹ نمبر ۲ :- ہر ایک سٹ مکمل منگانا ہوگا - الگ الگ اگر کوئی کتاب منگائینگے - تو پوری قیمت پر ملیگی :

نوٹ نمبر ۳ :- جو خریداران تمام مندرجہ بالا سٹ کی کتابوں میں کچھ تغیر و تبدل کرنا چاہیں - تو وہ انہی سٹوں کی کتابوں سے تبدیلی کر کے اپنے لئے کوئی مکمل سٹ منگا سکتے ہیں - بشرطیکہ وہ ایک روپیہ سے کم قیمت کی کتابیں علاوہ محصول ڈاک نہ ہوں

نوٹ نمبر ۴ :- احباب بیرون ہند کو اس رعایت سے

... ماہ اطلاع کے لئے دو ماہ کی میعاد دی جاتی ہے - بشرطیکہ وہ مطلوبہ کتابوں کی رعایتی قیمت بابت چندہ سالانہ فاروق ارسال فرماویں گے ورنہ میعاد مذکور کے بعد رعایتی قیمت پر کتابیں نہیں دی جائینگی - منیجر اخبار فاروق قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہٗ

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۱ء

کلام الامام

(از مسیح موعود علیہ السلام)

اتمام الحجۃ علی المخالفین

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ میں نے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کی ہر روز کی تکذیب اور زبان درازیاں دیکھکر اور بہت سی گالیاں سنکر ان کی اس درخواست کے بعد کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جائے ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ جس میں ان لوگوں میں سے مخاطب خاص پیر مہر علی شاہ صاحب تھے۔ اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہ تھا۔ کہ اب تک مباحثات مذہبی بہت ہو چکے۔ جن سے مخالف مولویوں نے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور چونکہ وہ ہمیشہ آسمانی نشانوں کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ کچھ تعجب نہیں۔ کہ کسی وقت ان سے فائدہ اٹھالیں۔ اس بنا پر یہ امر پیش کیا گیا تھا۔ کہ پیر مہر علی صاحب جو علاوہ کمالات پیری کے علمی نوفل کا بھی دم مارتے ہیں۔ اور اپنے علم کے بھروسہ پر جوش میں آکر انہوں نے میری نسبت فتویٰ تکفیر کو تازہ کیا۔ اور عوام کو بھڑکانے کے لئے میری تکذیب کے متعلق ایک کتاب لکھی۔ اور اس میں اپنے مایہ علمی پر فخر کرکے میری نسبت یہ زور لگایا۔ کہ یہ شخص علم حدیث اور قرآن سے بے خبر ہے۔ اور اس طرح سرحدی لوگوں کو میری نسبت مخالفانہ جوش دلایا اور علم قرآن کا دعویٰ کیا اگر یہ دعویٰ اُن کا سچ ہے۔ کہ ان کو علم کتاب اللہ میں بصیرت تام عنایت کی گئی ہے۔ تو پھر کسی کو ان کی پیروی سے انکار نہیں چاہیئے۔ اور علم قرآن سے بلاشبہ باخدا اور راستباز ہونا بھی ثابت ہے۔ کیونکہ بموجب آیت لا یمسہ الا المطہرون۔ صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے۔ لیکن صرف دعویٰ قابل تسلیم نہیں۔ بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے ہو سکتا ہے۔ اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے۔ کیونکہ روشنی ظلمت سے ہی شناخت کی جاتی ہے۔ اور چونکہ مجھے خدا تعالےٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا ہے کہ الرحمٰن علم القرآن۔ کہ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اس لئے میرے صدق یا کذب کے پرکھنے کے لئے یہ نشان کافی ہوگا۔ کہ پیر مہر علی شاہ صاحب میرے مقابل پر کسی سورۃ قرآن شریف کی عربی فصیح بلیغ میں تفسیر لکھیں اگر وہ فائق اور غالب رہے۔ تو پھر ان کی بزرگی ماننے میں مجھکو کچھ کلام نہیں ہوگا۔ پس میں نے اس امر کو قرار دیکر ان کی دعوت میں اشتہار شائع کیا جس میں سراسر نیک نیتی سے کام لیا گیا تھا۔ لیکن اس کے جواب میں جس چال کو انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ اُن کو قرآن شریف سے کچھ بھی مناسبت نہیں۔ اور نہ علم میں کچھ دخل ہے۔ یعنے انہوں نے صاف گریز کی راہ اختیار کی۔ اور جیسا کہ عام چالبازوں کا دستور ہوتا ہے یہ اشتہار شائع کیا۔ کہ اوّل مجھ سے حدیث اور قرآن سے اپنے عقائد میں فیصلہ کرلیں۔ پھر اگر مولوی محمد حسین اور ان کے دوسرے دو رفیق کہدیں۔ کہ مہر علی شاہ کے عقائد صحیح ہیں۔ تو بلا توقف اسی وقت میری بیعت کرلیں۔ پھر بیعت کے بعد عربی تفسیر لکھنے کی بھی اجازت دی جائیگی۔ مجھے اس جواب کو پڑھ کر بلا اختیار ان کی حالت پر رونا آیا۔ اور ان کی حق طلبی کی نسبت جو امیدیں تھیں سب خاک میں مل گئیں۔

اب اس اشتہار لکھنے کا یہ موجب نہیں ہے۔ کہ ہمیں ان کی ذات پر کچھ امید باقی ہے۔ بلکہ یہ موجب ہے۔ کہ باوصف اس کے کہ اس معاملہ کو دو مہینے سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ مگر اب تک ان کے متعلقین سب و شتم سے باز نہیں آئے۔ اور ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتہار پہنچ جاتا ہے۔ جس میں پیر مہر علی شاہ کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہوتا ہے۔ اور میری نسبت گالیوں سے کاغذ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور عوام کو دھوکہ پر دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور میری نسبت کہتے ہیں۔ کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا۔ کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سفر اٹھاکر لاہور میں پہنچے۔ مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پاکر کہ درحقیقت وہ بزرگ نابغہ زمان اور سحبان دوران اور علم معارف قرآن میں لاثانی روزگار ہیں۔ اپنے گھر کے کسی کوٹھ میں چھپ گیا۔ ورنہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے معارف قرآنی کے بیان کرنے اور زبان عربی کی بلاغت فصاحت دکھلانے میں بڑا نشان ظاہر ہوتا۔ لہذا آج میرے دل میں ایک تجویز خدا تعالےٰ کی طرف سے ڈالی گئی۔ جس کو میں اتمام حجت کیلئے پیش کرتا ہوں اور یقین ہے۔ کہ پیر مہر علی صاحب کی حقیقت اس سے کھل جائیگی۔ کیونکہ تمام دنیا اندھی نہیں ہے۔ انہی میں وہ لوگ بھی ہیں۔ جو کچھ انصاف رکھتے ہیں۔ اور وہ تدبیر یہ ہے۔ کہ آج میں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں۔ یہ جواب دیتا ہوں۔ کہ اگر درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب علم معارف قرآن اور زبان عربی کی ادب اور فصاحت بلاغت میں یگانہ روزگار ہیں۔ تو یقین ہے۔ کہ اب تک وہ طاقتیں ان میں موجود ہونگی۔ کیونکہ لاہور آنے پر ابھی کچھ بہت زمانہ نہیں گذرا اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھکر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں۔ اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۃ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ اور جس طرح چاہیں، سورۃ فاتحہ سے استنباط کر کے میرے مخالف عربی فصیح بلیغ میں براہین قاطعہ اور معارف ساطعہ تحریر فرمادیں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ستر دن تک چھپکر شائع ہو جانی چاہیئے۔ تب اہل علم آپ خود مقابلہ اور موازنہ کرلیں گے۔ اور اہلِ علم میں سے تین کس جو ادیب اور اہلِ زبان ہوں۔ اور فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھتے ہوں۔ قسم کھا کر کہدیں۔ کہ پیر صاحب کی کتاب کیا بلاغت اور فصاحت کے رُو سے اور کیا معارف قرآنی کے رُو سے فائق ہے، تو میں عہد صحیح شرعی کرتا ہوں۔ کہ پانسو روپیہ نقد بلا توقف پیر صاحب کی نذر کروں گا۔ اور اس صورت میں اس کو فت کا بھی تدارک ہو جائے گا۔ جو پیر صاحب سے تعلق رکھنے والے ہر روز بیان کر کے روتے ہیں۔ جو ناحق پیر صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی گئی۔ اور یہ تجویز پیر صاحب کے لئے بھی سراسر بہتر ہے۔ کیونکہ پیر صاحب کو شاید معلوم ہو یا نہ ہو۔ کہ عقلمند لوگ ہرگز اس بات کے قائل نہیں ہیں۔ کہ پیر صاحب کو علم قرآن میں کچھ دخل ہے۔ یا وہ عربی فصیح بلیغ کی ایک سطر بھی لکھ سکتے ہیں بلکہ ہمیں ان کے خاص دوستوں سے بروایت پہنچی ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ بہت خیر ہوئی۔ کہ پیر صاحب کو بالمقابل تفسیر عزیزی لکھنے کا اتفاق پیش نہیں آیا۔ ورنہ ان کے تمام دوست ان کے طفیل سے شماتت الوجوہ سے ضرور حصہ لیتے۔ سو اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ان کے بعض دوست جن کے دلوں میں یہ خیالات ہیں۔ جب پیر صاحب کی عربی تفسیر مزین بہ بلاغت و فصاحت دیکھ لیں گے۔ تو ان کے پوشیدہ شبہات جو پیر صاحب کی نسبت رکھتے ہیں جاتے رہیں گے۔ اور یہ امر موجبِ رجوع خلائق ہوگا۔ جو اس زمانہ کے ایسے پیر صاحبوں کا عین مدعا ہوا کرتا ہے۔ اور اگر پیر صاحب مغلوب ہوئے۔ تو تسلی رکھیں۔ کہ ہم ان سے کچھ نہیں مانگتے اور نہ ان کو بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ صرف ہمیں یہ منظور ہے۔ کہ پیر صاحب کے پوشیدہ جوہر اور قرآن دانی کے کمالات جس کے بھروسہ پر انہوں نے میری رد میں کتاب تالیف کی۔ لوگوں پر ظاہر ہو جائیں اور شاید زلیخا کی طرح ان کے منہ سے بھی الآن حصحص الحق نکل آئے۔ اور ان کے نادان دوست اخبار نویسوں کو بھی پتہ لگے۔ کہ پیر صاحب کس سرمایہ کے آدمی ہیں۔ مگر پیر صاحب دل گیر ہوں۔ ہم ان کو اجازت دیتے ہیں۔ کہ وہ بے شک اپنی مدد کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور محمد حسن بھین وغیرہ کو بلالیں۔ بلکہ اختیار رکھتے ہیں۔ کہ کچھ طمع دیکر دو چار عرب کے ادیب بھی طلب کرلیں۔ فریقین کی تفسیر چار جزو سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ . . . . . اور اگر میعاد مجوزہ تک یعنے ۱۵ ردسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ رفروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہیں۔ فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپکر شائع نہ کرے۔ اور یہ دن گذر جائیں۔ تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ۱۵ ردسمبر ۱۹۰۰ء)

آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے مایہ ناز رسالہ "الہامات مرزا" کا مکمل مفصل مبسوط جواب اگر دیکھنا چاہیں۔ تو اس ضخیم کتاب کو منگا کر ملاحظہ کریں۔ جس کو جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم نے تصنیف فرمایا۔ اور حضرت خلیفہ اوّل نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کے ملاحظہ کے بعد طبع کرایا۔ بہت بڑی کتاب ہے۔ ۳۶۴ صفحات ہیں۔ اعلیٰ کاغذ اور لکھائی چھپائی ہے۔ موجودہ حالات کے مطابق اس کی قیمت دو روپیہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن فائدہ عام کی خاطر اس کی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔ اور محصول ڈاک وی پی ۶ر صرف ہوگا۔ اسکے چند نسخے باقی ہیں۔ شائقین جلد منگالیں۔ (مینجر فاروق قادیان)

احمدی مشن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

نمبر (۲)

دوسرا کام

یہ ظاہر بات ہے۔ کہ جب نبی کے وصال کے بعد کافی عرصہ گذر جاتا ہے۔ تو لوگوں کی ایمانی حالت وہ نہیں رہتی۔ جو کہ نبی کے زمانے میں ہوتی ہے لوگ صراط مستقیم اور اصل شریعت کو بھول جاتے ہیں بدعت اور ضلالت کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کی بھی یہی حالت دیکھی۔ اور اسی وقت بتادیا۔ کہ تفرق امتی علیٰ ثلاث و سبعین ملۃ۔ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیگی۔ پھر فرمایا۔ یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ جس میں اسلام بطور نام کے اور قرآن بطور رسم کے رہجائیگا۔ گویا کہ لوگوں کے دلوں سے ایمان چلا جائے گا۔ اور وہ نام کے مسلمان ہوں گے۔ اس موقعہ پر لوگوں کی اصلاح اور ان کو صحیح ایمان بخشنے کے لئے ایک نبی کے آنیکی پیشگوئی بھی کی۔ جس کا کام ہی یہ مقرر کیا۔ لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس۔ اس میں اس زمانے کی ایمانی حالت کا بھی ذکر ہے۔ کہ ایمان اس وقت ثریا پر جا پہنچا ہوگا لیکن وہ مرد صالح جو اس وقت مبعوث ہوگا۔ ثریا پر گئے ہوئے ایمان کو پھر زمین پر لے آئیگا۔ اور دنیا کو ایمان کے خزانوں سے مالا مال کر دے گا۔ چنانچہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو گمراہیوں اور فتنوں سے بھرپور ہے۔ جس میں ضلالت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ لوگ بے دینی اور الحاد کے تیز سیلاب میں بہے جا رہے ہیں۔ دنیا اپنے مقصد اور خالق حقیقی کو بھولی ہوئی ہے۔ لہو ولعب۔ جھوٹ۔ دغا بازی۔ مکر فریب۔ دجل غرضیکہ ہر ایک برائی کا بازار گرم ہے۔ لوگ نیکی کے کاموں سے نفرت اور برائی کے کاموں سے الفت و محبت کرتے ہیں۔ کباب شراب۔ بھنگ۔ چرس۔ جوا بازی۔ رنڈی بازی۔ غرضیکہ کوئی برا کام ایسا نہیں جو اپنے کمال کو نہ پہنچا ہو۔ غرض دنیا ظھر الفساد فی البر والبحر کا پورا پورا منظر پیش کر رہی تھی۔ کہ عین اس وقت چودھویں رات کا چاند اپنے پورے کمال اور شان کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے ظاہر ہونے کے ساتھ ہی ظلمت کے پردے چاک اور ضلالت اور گمراہی کی گھنگھور گھٹائیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں۔ دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا کر کے دنیا کی توجہ کو دین کی طرف مبذول کر دیتا ہے۔ ہر مذہب والا اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کو اعلےٰ سے اعلےٰ ثابت کرنے اور لوگوں میں اس کی قبولیت کا رتبہ دینے کے لئے میدان میں نکل آتا ہے۔ ایسے مقابلہ کے وقت حضور علیہ السلام اپنے مشن کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ لوگ آپ کے مشن کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں لیکن سعید روحیں آپ کی کشش سے کھچی چلی آتی ہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں لوگ اس شمع پر پروانوں کی طرح گرنے لگتے ہیں۔ اور ان میں سچی ایمانی روح پھونک دیجاتی ہے۔ اور دنیا کو بتا دیتے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ نے آکر اُن میں کس طرح کا ایمان پیدا کر دیا ہے۔ جس کے سہارے پر وہ اس دنیا کو ایک لپٹہ بھر جگہ دینے کو تیار نہیں۔ دنیا بہتیرا زور لگاتی ہے۔ کہ ان کو اس شمع پر آنے سے باز رکھیں۔ حتیٰ کہ وہ اس شمع پر گرنے والے پروانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچانا شروع کر دیتے ہیں۔ دوست رشتہ داران سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ بیوی بچوں کو اس سے جدا کر دیتے ہیں۔ گھر بار اور جائداد سے محروم کر دینے کی دھمکی دینے لگ جاتے ہیں۔ مار پیٹ اور دیگر ضرر رسانی سے بھی اس کو دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بدنام اور ذلیل کرنیکی ہر سعی کرتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ قتل کر دینے کی بھی دھمکی دیدیتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض پروانوں کو شہید بھی کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ پروانے ان باتوں سے ذرا بھی خائف نہیں ہوتے۔ اور ان عارضوں سے اپنے صحیح راستہ سے ذرا بھر بھی نہیں بھٹکتے۔ بلکہ بخوشی ایسی باتوں کو جھیلتے اور اسی میں رضائے الٰہی کو جانتے ہیں۔ اور دنیا کو بتا دیتے ہیں۔ کہ ہمیں بطفیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا ایمان نصیب ہوا ہے۔ کہ تمہاری یہ شرارتیں اور یہ منصوبے ذرا بھر بھی مفید نہیں ہو سکتے غرضیکہ آپ نے ایک ایسی جماعت پیدا کی۔ کہ جو صحیح معنوں میں مومن کہلانے کی مستحق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر پورے طور پر گامزن اور صحابہؓ کی کامل طور پر مثیل تھی۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی ان کے متعلق فرما گئے۔ سیکون فی آخر ھذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ (مشکوٰۃ باب ثواب ھذہ الامۃ)

(باقی وارد)

(محمد عبداللہ متعلم مدرسہ احمدیہ۔ قادیان)

بشارت

پیغام جنگ" مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۳۱ء میں جو مضمون تبدیلی عقیدہ کے متعلق "عذر گناہ بدتر از گناہ" کا مصداق امیر پیغام مولوی محمد علی صاحب ناکام نے لکھا ہے۔ اس کا مدلل مکمل مفصل دندان شکن منہ توڑ جواب فاروق کے اگلے پرچہ میں انشاء اللہ قابل دید اور لائق شنید شائع ہوگا۔ اہل پیغام عموماً اور مدیر پیغام خصوصاً اور امیر پیغام بالخصوص اس مضمون کو پڑھکر ہدایت حاصل کریں۔ یا اسکے جواب دینے کی جرأت کریں۔ تو حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ احباب اس پرچہ کی کثرت سے اشاعت کریں۔ فی پرچہ ارکے حساب سے ملیگا (مینیجر فاروق)

اور غیر احمدیوں میں

تفسیر نویسی متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریروں کا جواب

۲۷ر دسمبر ۱۹۳۰ء جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جن مختلف امور کے متعلق اظہار خیالات فرمایا۔ ان میں سے ایک قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریروں کا جواب بھی تھا۔ جو مفصل طور پر درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جواب دینے میں دیر کی وجہ

اس سال جب میں شملہ جانے لگا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل تفسیر نویسی کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے۔ روانگی کے وقت وہ مضمون مجھے ملا۔ شملہ میں چونکہ اور بہت کام تھا۔ اس لئے میں اس مضمون کی طرف توجہ نہ کر سکا۔ دوسرے یہ بھی خیال تھا۔ کہ پہلے حوالے دیکھکر جواب لکھوں۔ آخر میں نے میاں غلام نبی ایڈیٹر الفضل سے حوالے منگائے۔ لیکن اتنے میں ولایت سے خطوط آئے۔ کہ جس طرح نہرو رپورٹ پر تبصرہ کیا گیا تھا۔ اسی طرح اگر سائمن رپورٹ پر بھی تبصرہ لکھوں۔ اور اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریروں کا جواب لکھوں گا۔ کیونکہ اگر پہلے ان کا جواب لکھا گیا۔ اور مولوی صاحب کو معلوم ہو گیا۔ کہ میں سائمن رپورٹ پر تبصرہ لکھنے میں مصروف ہوں۔ تو وہ کہیں گے۔ ابھی آؤ۔ اور قرآن کی تفسیر لکھو۔ اس لئے اسی وقت ان کو جواب دونگا۔ جب فرصت ہو گی۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے۔ مولوی ایسے موقعہ کی تاک میں رہتے ہیں۔ جبکہ انہیں مقابلہ سے بچنے کے لئے کوئی بہانہ مل سکے۔ مثلاً جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا۔ کہ انہیں مباحثات سے روکا گیا ہے۔ تو مولویوں نے جھٹ اعلان کر دیا۔ آؤ۔ اب مباحثہ کر لو۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ اگر مباحثہ

(باقی صفحہ ۶ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ے پر آمادہ ہو گئے۔ تو کہدینگے۔ انہوں نے الٰہی ہدایات کے خلاف کیا۔ اور اگر آمادہ نہ ہوئے۔ تو کہدینگے جھوٹے ہیں۔ اس لئے مباحثہ نہیں کرتے "

اس وجہ سے میں نے خیال کیا۔ کہ جب مجھے فرصت ہو گی۔ اسی وقت مولوی صاحب کو مخاطب کروں گا۔ اس وقت تک جس قدر چاہیں۔ ہتھی اڑالیں۔ غرض میں نے سائمن رپورٹ کے متعلق کتاب لکھنی شروع کر دی۔ اس کے بعد راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا کام شروع ہو گیا جس کے متعلق ہندوستان میں اور باہر بہت کچھ کرنا پڑا۔ اس وجہ سے بہت سی ڈاک جمع ہو گئی۔ اور شکایات آنی شروع ہو گئیں۔ کہ خطوط کے جواب نہیں آتے۔ پس اس کام سے فارغ ہو کر ڈاک کی طرف زیادہ توجہ کرنی پڑی۔ ۱۵ دسمبر کو مجھے ڈاک اور دوسرے کاموں سے فراغت ہوئی۔ اس وقت میں نے خیال کیا۔ کہ اگر اب جواب دوں۔ تو مولوی صاحب جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں کہیں گے۔ تفسیر لکھو۔ اس لئے یہی مناسب ہے۔ کہ جلسہ سالانہ پر ان کے متعلق اعلان کروں اس کے بعد جو وقت بھی وہ تفسیر نویسی کے لئے مقرر کریں گے۔ ہم اسے انشاء اللہ منظور کر لیں گے "

اوپر کی وجہ کے علاوہ میں دسمبر میں بیمار بھی رہا۔ اور ناف کے قریب پھوڑا ہونے کی وجہ سے زیادہ دیر تک بیٹھ کر نہ لکھ سکتا تھا۔

تفسیر نویسی کے متعلق چیلنج

اب میں اصل بحث کو لیتا ہوں۔ ۷ مارچ ۱۹۳۰ء کے "الفضل" میں میرا ایک مکالمہ ایک غیر احمدی مولوی صاحب سے جو بڑے سیاح تھے۔ اور انہوں نے دنیا کے بڑے حصہ کا چکر لگایا تھا۔ شائع ہوا۔ آخر انہوں نے بیعت کر لی۔ اور حیدر آباد میں جا کر فوت ہو گئے۔ انہوں نے مجھ سے کئی سوالات کئے تھے۔ جن کے میں نے جوابات دیئے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے پوچھا۔ کیا علماء اندھے ہیں۔ جو ایسی واضح دلائل کو نہیں مانتے۔ اس کے جواب میں میں نے انہیں جو کچھ کہا۔ وہ "الفضل" (۷ مارچ ۱۹۳۰ء) میں ان الفاظ میں شائع ہوا ہے:۔

"اس زمانہ کے علماء کو شر من تحت ادیم السماء یعنی بدترین مخلوق قرار دیا گیا ہے۔ اور در اصل کسی آنیوالے کی ضرورت بھی اسی وقت ہوتی ہے۔ جب علماء بگڑ جائیں جب تک یہودی علماء میں علم باقی تھا۔ اور وہ حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کے آنے کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ علماء کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان علماء کو چیلنج دیا۔ کہ میرے مقابل میں آکر تفسیر لکھو۔ اگر ان علماء میں علم ہوتا۔ تو وہ اسے قبول کیوں نہ کرتے۔ پھر حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ یہ تفسیر قرآن کا کام میرا ہے۔ یا اس کا جو مجھ سے ہو۔ اور اس طرح یہ دروازہ اپنی جماعت کے لئے بھی کھلا رکھا۔ اب میں نے بھی کئی بار چیلنج دیا ہے۔ کہ قرعہ ڈال کر کوئی مقام نکال لو۔ اگر یہ نہیں۔ تو جس مقام پر تم کو زیادہ عبور ہو۔ بلکہ یہاں تک کہ تم ایک مقام پر جتنا عرصہ چاہو۔ غور کر لو۔ اور مجھے وہ نہ بتاؤ۔ پھر میرے مقابل میں آکر اس کی تفسیر لکھو۔ دنیا فوراً دیکھ لیگی۔ کہ علوم کے دروازے مجھ پر کھلتے ہیں یا ان پر۔ مگر کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ کہ سامنے آئے "

مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب

"الفضل" میں اس مکالمہ کے شائع ہونے پر غالباً بعض لوگوں کی تحریک پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا:۔

"پہلے بھی خلیفہ قادیان نے دیوبندیوں کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا۔ جس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا۔ کہ تعلیمی حیثیت سے ہم بھی دیوبندی ہیں۔ پس ایک سادہ قرآن شریف لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں آکر بالمقابل تفسیر لکھیئے۔ جس کے جواب میں آج تک ہاں نہ پہنچی۔ بلکہ انکار کر گئے۔ گذشتہ را صلوٰۃ۔ اب بھی۔ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں۔ صرف یہ کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لے کر الگ الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہو گا۔ اور تفسیر اور معارف کیلئے ضروری ہو گا۔ کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں۔ بس" (اہلحدیث ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء)

کیا مولوی صاحب نے چیلنج منظور کیا

اس تحریر سے یہ امور ثابت ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر نویسی کے متعلق میرا وہ چیلنج منظور کر لیا تھا۔ جو میں نے دیوبندیوں کو دیا تھا۔ دوم یہ کہ باوجود ان کے قبول کر لینے کے میری طرف سے ہاں نہ پہنچی۔ بلکہ انکار کر دیا:۔

پہلی بات کہ مولوی صاحب نے چیلنج منظور کر لیا تھا۔ خود ان کی اپنی بات سے رد ہو جاتی ہے۔ وہ چیلنج منظور نہیں کرتے۔ بلکہ ایک نیا چیلنج دیتے ہیں۔ چنانچہ باوجود یہ لکھنے کے کہ ان کی طرف سے کوئی شرط نہیں۔ پھر شرطیں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ شرطیں پیش کرنے کا حق چیلنج دینے والے کا ہوتا ہے۔ چیلنج منظور کرنے والے کا نہیں ہوتا۔ چیلنج منظور کرنے والا یہ تو کہہ سکتا ہے۔ کہ جو شرائط پیش کی گئی ہیں۔ وہ معقول نہیں۔ غلط ہیں۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں اپنی طرف سے یہ شرطیں پیش کرتا ہوں۔ مولوی صاحب کا کام یہ تھا۔ کہ میرے چیلنج میں جو شرائط تھے۔ ان میں سے جنہیں درست سمجھتے۔ اس کے متعلق اعلان کر دیتے کہ انہیں منظور کرتا ہوں۔ اور جنہیں درست نہ سمجھتے۔ ان کے متعلق ثابت کرتے۔ کہ یہ معقول نہیں۔ نہ کہ خود شرائط پیش کرنے شروع کر دیتے۔ یا انہیں یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا۔ کہ جس رنگ میں میں نے چیلنج دیا ہے۔ وہ خدا کی طرف سے مؤید ہونے کا ثبوت نہیں بن سکتا۔ پھر وہ خود اپنی طرف سے چیلنج دیتے۔ اور شرائط پیش کرتے۔ اس پر یا تو میں ان کے شرائط کو غلط ثابت کرتا۔ یا ان کے چیلنج کو قبول کر لیتا۔ مگر وہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے میرا چیلنج منظور کر لیا۔ اور دوسری طرف اپنی شرائط پیش کر رہے ہیں:

ایک سادہ لوح کی مثال

یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسی کہ یہاں کے ایک سادہ مزاج شخص نے جس کا عرف میاں بگا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے حضور میں کی تھی۔ اس نے ایک دن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے آکر کہا۔ کہ میری شادی کا بہت کچھ انتظام ہو گیا ہے۔ تھوڑی سی بات ہے۔ وہ آپ کر دیں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا انتظام ہوا ہے۔ کہنے لگا۔ میں اور میری ماں اس امر پر راضی ہو گئے ہیں۔ کہ میرا نکاح ہو جائے۔ اب آپ صرف کسی لڑکی اور روپیہ کا انتظام کر دیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی منظوری بھی ایسی ہی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دہ کہتے ہیں۔ میں نے چیلنج منظور کر لیا۔ مگر میری طرف سے یہ یہ شرط ہے۔ اس کی بجائے یہی کیوں نہ کہدیا۔ کہ چیلنج منظور ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ مقابلہ نہ ہو جن امور کو وہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے متعلق وہ یوں بھی کہہ سکتے تھے۔ کہ تمہارا چیلنج مجھے منظور ہے۔ مگر تم بھی میرا ایک چیلنج منظور کرو۔ جس کی یہ یہ شرائط ہیں ؛

کیا مولوی صاحب کو جواب نہ دیا گیا

مولوی صاحب نے یہ جو کہا ہے۔ کہ ان کو جواب نہ دیا گیا تھا۔ اور ہماری طرف سے خاموشی رہی۔ یہ بھی درست نہیں۔ ان کو جواب دیا گیا تھا۔ چنانچہ ۷ر اکتوبر ۱۹۲۵ء کے "الفضل" میں میری منظوری سے ایک مضمون شائع کیا گیا۔ جس میں یہ فقرے درج ہیں :۔

"حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ حضور کی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگرچہ آپ نہ دیوبندی ہیں اور نہ دیوبندیوں نے آپ کو اپنا وکیل اور قائم مقام تسلیم کیا ہے۔ تاہم جیسا کہ "الفضل" مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۲۵ء میں دیوبندیوں کے مقابلہ پر نہ آنے کی صورت میں آپ کو اجازت دی گئی ہے۔ اگر آپ تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان دو صورتوں میں سے جو "الفضل" نے پیش کی ہیں۔ جو صورت چاہیں۔ اختیار فرمالیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو دونوں صورتیں منظور ہیں"

پہلی صورت "الفضل" نے اپنے پرچہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۲۵ء میں یہ پیش کی ہے۔ کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار "اہلحدیث" ۲۱ر اگست ۱۹۲۵ء میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نہ علوم ظاہری کے عالم ہیں۔ اور نہ کسی باطنی درجہ کے مدعی ہیں۔ اس لئے انہیں اختیار ہوگا۔ کہ اپنا شبہ دور کرنے کے لئے وہ بالمشافہ تفسیر نویسی کرنا چاہتے ہوں۔ تو قادیان تشریف لے آئیں۔ ان کے تمام اخراجات مناسب ہم ادا کرینگے۔ اور اگر کسی قسم کی جانی یا مالی حفاظت کی ذمہ واری بھی وہ ہم پر عائد کرینگے۔ تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ یہ صورت حضرت خلیفۃ المسیح منظور فرماتے ہیں ؛

دوسری صورت "الفضل" نے یہ پیش کی تھی۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان تشریف نہ لانا چاہیں۔ تو مناسب انتظام کے ساتھ قرعہ اندازی ہونے کے بعد وہ اپنی جگہ قرآن شریف کے ان تین رکوع کی تفسیر لکھیں۔ جو قرعہ اندازی سے منتخب ہوں گے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اپنی جگہ انہی منتخب شدہ تین رکوع کی تفسیر لکھیں۔ اور پھر یہ دونوں تفسیریں مساوی خرچ کے ساتھ چھپوا کر شائع کی جائیں تاکہ دنیا دیکھ لے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے۔ اور مولوی صاحبان نے کیا۔ قرعہ اندازی ایسے طریق سے ہوگی۔ کہ کسی فریق کو شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔ اور مقام قرعہ اندازی امرتسر ہی ہوگا۔ اس دوسری صورت پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح کو کوئی اعتراض نہیں "

کیا یہ انکار ہے

یہ ہے۔ حقیقت مولوی صاحب کے دوسرے دعویٰ کی۔ کہ ہم نے ان کی منظوری کے بعد خاموشی اختیار کی۔ بلکہ انکار۔ کیا صاف انکار ہے؟ انکار اسی کو کہتے ہیں کہ ہم نے کہا مولوی صاحب کے اخراجات بھی ہم ادا کرینگے جلسہ کا انتظام بھی ہم کرینگے۔ ان کی جانی اور مالی حفاظت کی ذمہ واری بھی ہم لینگے۔ یہ ہے وہ انکار جو چودھویں صدی کے وارث انبیاء بننے کے۔ دعویدار نے ہمارے متعلق بیان کیا ہے۔ جس کے متعلق اس زمانہ کے حمقاء بھی کہیں گے۔ کہ اس سے ہماری مثال نہ دو ؛

اصل چیلنج اب بھی قائم ہے

میرا اصل چیلنج جو اس وقت دیا گیا تھا۔ اور جواب بھی قائم ہے۔ ۱۶ر جولائی ۱۹۲۵ء کے "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے :۔

"غیر احمدی علماء ملکر قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کریں۔ جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دگنے معارف قرآنیہ بیان کرونگا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں۔ اور ان مولویوں کو تو کیا سو جنے تھے۔ پہلے مفسرین ومصنفین نے بھی نہیں لکھے۔ اگر میں کم سے کم دگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں۔ تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں طریق فیصلہ یہ ہوگا۔ کہ مولوی صاحبان معارف قرآنیہ کی ایک کتاب ایک سال تک لکھکر شائع کر دیں۔ اور اس کے بعد میں اس پر جرح کروں گا۔ جس کے لئے مجھے چھ ماہ کی مہلت ملیگی۔ اس مدت میں جس قدر باتیں ان کی میرے نزدیک پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ ان کو میں پیش کروں گا۔ اگر ثالث فیصلہ دیں۔ کہ وہ باتیں واقعہ میں پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ تو اس حصہ کو کاٹ کر صرف وہ حصہ ان کی کتاب کا تسلیم کیا جائے گا۔ جس میں ایسے معارف قرآنیہ ہوں۔ جو پہلی کتب میں پائے نہیں جاتے۔ اس کے بعد چھ ماہ کے عرصہ میں ایسے معارف قرآنیہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے یا آپ کے مقرر کردہ اصول کی بناء پر لکھوں گا۔ جو پہلے کسی مصنف اسلامی نے نہیں لکھے۔ اور مولوی صاحبان کو چھ ماہ کی مدت دیجائیگی۔ کہ وہ اس پر جرح کرلیں۔ اور جس قدر حصہ ان کی جرح کا منصف تسلیم کریں۔ اس کو کاٹ کر باقی کتاب کا مقابلہ ان کی کتاب سے کیا جائے گا۔ اور دیکھا جائیگا کہ آیا میرے بیان کردہ معارف قرآنیہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے لئے گئے ہونگے۔ اور جو پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہونگے۔ ان علماء کے ان معارف قرآنیہ سے کم از کم دگنے ہوں۔ اور وہ پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں۔ اگر میں ایسے دگنے معارف دکھانے سے قاصر رہوں۔ تو مولوی صاحبان جو چاہیں۔ کہیں۔ لیکن اگر مولوی صاحبان اس مقابلہ سے گریز کریں یا شکست کھائیں۔ تو دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ منجانب اللہ تھا۔ یہ ضروری ہوگا۔ کہ ہر فریق اپنی کتاب کی اشاعت کے معاً بعد اپنی کتاب دوسرے فریق کو رجسٹری کے ذریعہ سے بھیجدے۔ مولوی صاحبان کو میں اجازت دیتا ہوں۔ کہ وہ دگنی چوگنی قیمت کا وی پی میرے نام کر دیں ؛

اگر مولوی صاحب اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں۔ اور اس سے گریز کریں۔ تو دوسرا طریق یہ ہے کہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادنیٰ خادم ہوں۔ میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈالکر انتخاب کرلیں۔ اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں۔ جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں۔ جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں۔ اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھوں گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کرونگا اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کرونگا۔ جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہوں گے۔ اور پھر دنیا خود دیکھ لیگی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے۔ اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اس کے نازل کرنے والے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے"

سادہ قرآن کی شرط

یہ وہ چیلنج ہے۔ جو دیوبندی مولویوں کو دیا گیا تھا۔ جس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا۔ کہ میں بھی دیوبند کا پڑھا ہوا ہوں۔ میں اسے منظور کرتا ہوں۔ لیکن کہتے ہیں۔ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لیکر الگ الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا۔ میں کہتا ہوں۔ ترجمہ یا بے ترجمہ کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کی عقل میں اتنی کمی آگئی ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ انہوں نے میرے متعدد مضامین اور کتابیں پڑھی ہونگی۔ مخالفین پر میری تحریروں کا رعب بھی جانتے ہیں۔ مگر خیال کرتے ہیں۔ کہ جب میرے ہاتھ میں بے ترجمہ قرآن آیا۔ تو بس میں ان کے مقابلہ میں رہ جاؤں گا۔ گویا جو کچھ میری طرف سے شائع ہوتا ہے۔ وہ مولوی صاحب ..... لکھکر مجھے بھیجدیا کرتے ہیں۔ اور میں اپنی طرف سے اسے شائع کردیتا ہوں۔

ترجمہ کرنے کا چیلنج نہیں دیا گیا

مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ میری طرف سے یہ چیلنج نہیں۔ کہ میں بڑا عالم ہوں۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے۔ تو اس کے لئے ایسی بات پیش کردینا۔ جو اسکی ذاتی قابلیت کی نفی کرتی ہو۔ اس کے دعویٰ کو رد کرسکتی ہے۔ مگر جو یہ کہتا ہو۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے تائید اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ ایسی چیز پیش کرے۔ جس میں خدا تعالےٰ کی تائید شامل ہو۔ میں نے یہ چیلنج نہیں دیا۔ کہ میں مولوی نذیر احمد صاحب سے اچھا قرآن کا اردو ترجمہ کروں گا۔ اس ترجمہ کے لئے اردو کی ڈکشنریاں اور کتابیں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر میں نے اردو میں ترجمہ کرنے کا چیلنج نہیں دیا۔ پھر میں نے یہ چیلنج ساری دنیا کو دیا ہے۔ اگر ترجمہ کرنے کا ہی مقابلہ ہو۔ تو میں چینی زبان جاننے والوں سے چینی میں ترجمہ کرنے کا کس طرح مقابلہ کرسکتا ہوں۔ فارسی جاننے والوں سے فارسی میں ترجمہ کرنے کا کیونکر مقابلہ کرسکتا ہوں۔ علیٰ ہذا القیاس دوسری زبانوں میں کس طرح ترجمے کرسکتا ہوں۔

غرض میں نے ترجمہ کرنے کا چیلنج نہیں دیا۔ اور نہ ترجمہ کرلینے سے یہ ثابت ہوسکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت شامل حال ہے۔ مولوی نذیر احمد صاحب کا اگر اردو ترجمہ اچھا ثابت ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ خدا کی طرف سے تھے۔ بلکہ یہ کہ وہ اچھے اردو دان تھے۔ صرف بلا ترجمہ قرآن کی شرط لگانے سے مولوی صاحب کی یہ غرض ہوگی۔ کہ میں تفسیروں اور دوسری کتابوں سے عبارتیں نہ نقل کروں مگر یہ کتابیں تو ان کے پاس بھی ہونگی۔ اگر میں ان میں سے لکھ سکوں گا۔ تو وہ بھی ایسی کتابیں لاسکتے ہیں۔ وہ ان کتابوں سے کیوں نہ لکھ سکیں گے۔ لیکن اگر ان کے پاس ایسی کتابیں نہ ہوں۔ تو ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ جو کتاب وہ دیکھنا چاہیں گے۔ ہم انہیں دکھا دینگے۔

تفسیروں کے دیکھنے کی ضرورت

اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ تفسیروں وغیرہ کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس بحث۔ یہ امر تھا۔ کہ تفسیر لکھنے والے کی تفسیر میں کچھ ایسے معارف ہوں۔ جو پہلی کتابوں میں نہ ہوں۔ مگر میں تفسیروں کا حافظ نہیں ہوں۔ پھر ان تفسیروں کو دیکھے بغیر یہ کس طرح پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ فلاں بات ان میں آئی ہے۔ یا نہیں آئی۔ میں نے یہ چیلنج نہیں دیا۔ کہ میں تفسیروں کا حافظ ہوں۔ بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ میں کچھ ایسے معارف بیان کروں گا۔ جو پہلی کتابوں میں نہ ہوں گے۔ اور اس کے لئے تفسیروں کا دیکھنا ضروری ہے۔ تا معلوم ہوسکے۔ کہ جو کچھ لکھا گیا۔ وہ پہلی کتابوں میں نہیں ہے۔ میری طرف سے کوشش تو یہی ہوگی۔ کہ کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے۔ جو پہلی کتابوں میں ہو مگر جب تک یہ نہ دیکھ لیا جائے۔ کہ پہلی کتابوں میں وہ باتیں نہیں۔ کس طرح تسلی ہوسکتی ہے۔ ہاں اگر میں ان کتابوں میں سے کچھ نقل کردوں گا۔ تو اس سے میرا دعویٰ ہی غلط ہوجائے گا۔ پس نقل تو میرے دعویٰ کو باطل کرتی ہے۔ پھر مجھے اس سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔

کلید قرآن کی ضرورت

اسی طرح قرآن کریم کی کلید کی بھی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ میرا یہ دعویٰ نہیں۔ کہ میں قرآن کریم کا حافظ ہوں۔ اس لئے قرآن کریم کی کلید کی ضرورت ہوگی۔ وہ مضمون جو میرے ذہن میں ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کو معلوم نہیں ہوتا۔ مگر ساری آیت مجھے یاد نہیں ہوتی۔ حافظ روشن علی صاحب مرحوم خدا تعالےٰ ان کی مغفرت کرے۔ ایک دفعہ لاہور میرے ساتھ تھے۔ میری ایک تقریر بھی وہاں تھی۔ اس کے لئے میں نوٹ لکھانے لگا۔ تو آیتیں ان سے پوچھتا جاتا تھا۔ وہ کہنے لگے۔ ان آیات کی بناء پر کیا تقریر ہوگی۔ ان آیات کا تو کوئی جوڑ معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے کہا جوڑ جلسہ میں جاکر معلوم ہوگا۔ جب میں تقریر کروں گا۔ غرض آیات کے نکالنے کے لئے کلید کی ضرورت ہوتی ہے۔

اپنے لئے اور کڑی شرائط

پس میرا چیلنج اب بھی موجود ہے۔ ہاں میں اپنے لئے اس کی شرطوں کو اور کڑا کردیتا ہوں۔ اور چند ایسے معارف کی شرط بھی جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہوں۔ اڑا دیتا ہوں۔ اور یہ ذمہ لیتا ہوں کہ میری تفسیر میں کوئی نکتہ بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو کسی پہلی تفسیر میں ہو۔ مولوی صاحب یہاں آئیں۔ تو ان کا خرچ ہم خود دیں گے۔ لیکن وہ یہاں نہ آنا چاہیں تو گورداسپور آجائیں۔ مگر کسی مسجد میں اجتماع نہ ہوگا۔ کیونکہ ان لوگوں کی مسجدوں میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اس کو ہم خوب جانتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علیحدہ مکان میں اجتماع ہو۔ جو فریقین کے لئے مساوی حیثیت رکھتا ہو۔ اگر وہ گورداسپور آجائیں۔ جہاں مکان متحدہ ہو۔ تو ان کے کرایہ کے اخراجات ہم دینگے۔ اور اگر قادیان میں آئیں۔ تو ان کے اور ان کے ساتھیوں کے کھانے پینے کا خرچ بھی ہم دینگے۔ ہماری طرف سے صرف یہ شرط ہے۔ کہ ایسے معارف بیان ہوں جن سے قرآن کریم کی افضلیت ثابت ہو۔ اسلام کی صداقت ثابت ہو۔ مولوی صاحب نے یہ شرط لگائی ہے۔ کہ تفسیر اور معارف کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں۔ مگر یہ صاف بات ہے۔ اور ایسا ہی ہونا ضروری ہے ورنہ مثلاً قرآن کریم میں جو ذالک الکتاب آیا ہے۔ میں کتاب کے معنی کپڑا لکھوں۔ تو ہر شخص سمجھے گا۔ کہ یہ غلط ہے۔ پھر اس شرط کے پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر علوم عربیہ کے خلاف کوئی بات ہوگی۔ تو وہ فوراً رد ہو جائے گی ؛

کوئی اردو تفسیر پاس نہ ہوگی

مولوی صاحب کی تحریر میں ایک اور بھی لطیفہ ہے۔ وہ ایک طرف تو یہ لکھتے ہیں۔ کہ اور کوئی کتاب پاس نہ ہو جس سے مراد ان کی تفاسیر ہیں۔ اور دوسری طرف یہ شرط لگاتے ہیں۔ کہ صرف سادہ یعنی بے ترجمہ قرآن ہو۔ گویا ان کے نزدیک اگر میرے پاس سادہ قرآن ہوا۔ تو میں کچھ نہ لکھ سکوں گا۔ کیونکہ قرآن کریم عربی میں ہے۔ اور میں عربی نہیں جانتا۔ لیکن ساتھ ہی ان کے خیال میں میرے پاس رازی کی تفسیر نہیں ہونی چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ میں اس کے مطالب نہ چرالوں۔ مولوی صاحب کی اس بات سے ظاہر ہے۔ کہ جب خدا کسی کی عقل مار دیتا ہے۔ تو وہ عام بیوقوفوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیا کوئی شخص یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ جو شخص قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتا۔ وہ رازی اور ابن حیان کے مطالب کو سمجھ لیگا۔ اور ان کی تفاسیر سے مضمون چرالے گا۔ اگر مولوی صاحب کی عقل میں یہ بات آگئی ہے تو گویہ انتہائی درجہ کی احمقانہ بات ہے۔ میں یہ شرط اپنے چیلنج میں اور بڑھا دیتا ہوں۔ کہ کوئی اردو کی کتاب نہ رکھنی ہوگی۔ اور نہ ترجمہ والا قرآن ہوگا۔ جب ان کا یہ خیال ہے کہ میں قرآن کریم بھی بغیر ترجمہ دیکھے نہیں سمجھ سکتا۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ عربی کتب کی موجودگی سے صرف مولوی صاحب کو ہی فائدہ پہنچے گا۔ میں تو ان سے فائدہ حاصل کر ہی نہیں سکتا ؛

مولوی ثناء اللہ صاحب کے شرائط

باقی رہی ان کی شرائط سو وہ ایک علیحدہ چیلنج ہیں اگر مولوی صاحب سمجھتے ہیں۔ کہ وہ معقول ہیں۔ اور ان سے کسی کا مویدمن اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تو وہ انہیں بطور چیلنج کے شائع کر کے دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ذلت کے اسی وقت سامان کرتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر انہیں عربی دانی کا دعویٰ ہے۔ تو اعلان کر دیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس میں ان کی مدد کرے گا۔ کوئی آئے۔ اور مقابلہ کرے۔ پھر ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے ہی ان کے اس چیلنج کو منظور کرنے کی توفیق عطا کر دے۔ مگر اب تو میرا چیلنج ہے۔ کہ قرآن کریم کی پیشگوئی کے ماتحت جو جماعتیں راستی پر ہوں۔ ان پر معارف قرآنیہ خاص طور پر کھولے جاتے ہیں۔ پس کوئی مخالف احمدیت خواہ عرب کا ہو۔ خواہ مصر کا ہو۔ خواہ شام کا۔ خواہ ہندوستان کا۔ میرے مقابلہ پر قرعہ سے تین رکوع قرآن کریم کے چن کر تین دن میں تفسیر لکھ دے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور ایسے مطالب سمجھائے گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے باہر نہیں ملیں گے۔ اور جو علوم عربیہ کے مخالف نہیں ہوں گے۔ انہیں جس امر میں دعویٰ ہو۔ اسے وہ الگ شائع کر دیں ؛

مقابلہ پر آئیں

غرض اگر انہوں نے میرا چیلنج منظور کر لیا۔ تو آئیں معارف لکھیں۔ ان کا خرچ ہم دینگے۔ اب میں چند کی شرط بھی نہیں رکھتا۔ تمام کے تمام نکات ایسے ہوں گے جو کسی پہلی کتاب میں نہ ہوں گے۔ اور ان تفسیروں میں تو یقیناً نہ ہوں گے۔ جو پاس رکھی جائیں گی۔ وہ صرف اس لئے رکھی جائینگی۔ کہ تا معلوم ہو۔ مفسرین نے کیا لکھا ہے۔ تا ہم ان کی لکھی ہوئی باتوں میں نہ پڑیں ؛

ایک شبہ کا ازالہ

شاید کسی کو یہ شبہ ہو۔ کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے امداد کا دعویٰ ہے۔ تو تفسیروں کو دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بتا دے گا۔ کہ فلاں مضمون تفسیر میں ہے یا نہیں یا فلاں آیت کے الفاظ کیا ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ شبہ محض نافہمی کی وجہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ چیلنج یہ نہیں دیا گیا۔ کہ تفسیر الہام سے لکھی جائے گی۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے۔ کہ تائید الٰہی سے لکھی جائیگی۔ اور تائید الٰہی الفاظ میں اور معین مضامین کی صورت میں نازل نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان کے دماغ کو خاص روشنی دیدی جاتی ہے۔ اور اس پر خاص علوم کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اس کو ساتھ یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ یہ پہلی کتب میں ہے اور یہ نہیں۔ ایسا صرف الہام سے ہو سکتا ہے۔ اور اس جگہ الہامی تفسیر کا دعویٰ نہیں۔ گو الہام بھی ہو۔ تو بھی اس میں سنت اللہ نہیں ہوتی۔ کہ حوالہ جات بھی بتائے جائیں ؛

میں امید کرتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کے معارف لکھنے کے متعلق جو میرا چیلنج تھا۔ اس کی میں پوری تشریح کر چکا ہوں۔ اگر مولوی صاحب کو وہ منظور ہو۔ تو اس کی قبولیت کا اعلان کر دیں۔ اگر ان کے نزدیک یہ چیلنج درست نہیں۔ تو پھر ان کے نزدیک جو فیصلہ کا ذریعہ ہے۔ اسے اپنی طرف سے بطور چیلنج پیش کر دیں۔ خواہ سب دنیا سے بہتر ترجمہ قرآن کریم کرنے کا چیلنج دیں۔ وہ جو بھی چیلنج دیں۔ اگر وہ شریعت کے خلاف نہ ہوا۔ تو بیسیوں آدمی ان کے چیلنج کو قبول کرنے والے کھڑے ہوئیں گے۔

(انشاء اللہ) ؛ (الفضل)

رعایتی اعلان

ماہ رمضان المبارک میں فاروق پریس کی کتابوں اور فاروق اخبار کی جلد بندی پر حسب ذیل رعایت کا اعلان اس پرچہ کے صفحہ ۲ پر شائع کیا گیا ہے۔ ناظرین فاروق اس سے حتی المقدور زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں۔ اور اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ تمام کتابیں بے عیب ہیں۔ اور اعتراضوں کے جواب میں ہیں۔ اور مخالفین سلسلہ و اسلام کے اعتراضوں کے جواب میں ہیں۔ خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات کا مجموعہ وہ خزانہ ہے۔ جو کروڑوں روپوں سے بھی نہیں مل سکتا۔

(پریس فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

ایڈیٹر پیغام کی نازک مزاجی

ناظرین فاروق اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ایک عرصہ سے فاروق میں پیغامیوں کے خلاف نہایت مدلل اور زوردار مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ جن کا جواب دینے کی آج تک پیغام صلح کو بہت ہی کم جرأت ہوئی ہے۔ اور ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ نبی آخر زمان کے کلمات طیبات۔ قرآنی آیات احادیث اور آئمہ سلف کے اقوال کی تردید کوئی آسان کام نہیں۔ پیغام صلح دروغگوئی بہتان طرازی اور الزام تراشی میں کتنا ہی مشاق کیوں نہ ہو۔ معقولیت کے ساتھ کسی بات کا جواب دینے کی اس میں قطعاً اہلیت نہیں۔

مگر آخر پیغامیوں میں بھی سمجھدار اور معاملہ فہم اشخاص خواہ ان کی تعداد کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ بہرحال موجود ضرور ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے یا ایک سے زیادہ نے فاروق کے ان مضامین کا مطالعہ کیا۔ اور پیغام میں ان میں سے کسی کا بھی جواب نہ دیکھکر انجام کار پیغام کے نازک مزاج ایڈیٹر صاحب کو اس طرف توجہ دلائی۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ ان کا جواب دیا جائے۔ اب جواب اس غریب کے پاس کوئی ہوتا۔ تو دیتا۔ مجبور تھا۔ مگر ناظرین کا تقاضا بھی بری بلا ہے۔ اور کسی نہ کسی طرح ان کی اشک شوئی بھی ضروری ہے۔ ورنہ "شمالی ہند کے اس کثیر الاشاعت اخبار" کی مالی مشکلات میں جن کا رونا آئے دن رویا جاتا ہے۔ اور بھی اضافہ ہو جانا ایک لازمی امر تھا۔ جس کے نتیجہ میں آخر کار آپ کو بھی کرسی ادارت چھوڑ کر اپنے پیش رو کی طرح جرائم پیشہ لوگوں کی کسی بستی میں سر چھپانا پڑتا۔ یا کہیں اور خاک چھاننی پڑتی۔ اسلئے اپنے ناظرین کے تقاضا کے جواب میں آپ نے اپنی نازک مزاجی کی آڑ لینا ہی مناسب سمجھا۔ اور نہایت تمکنت اور شان کے ساتھ حسب ذیل سطور سپرد قلم کر دیں۔

"میرے علم میں لایا گیا ہے۔ کہ کوئی صاحب اخبار فاروق میں ہمارے خلاف مضامین لکھ کر جواب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست کروں گا۔ کہ اگر ان کو تحقیق حق کا شوق ہے۔ تو وہ اپنے مطالبات اخبار الفضل میں شائع کریں۔ ہم ان کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو فاروق کا مطالعہ کرنے کے قابل نہیں پاتا" (پیغام ۲۷ جنوری)

مگر ایڈیٹر پیغام کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تمام کے تمام پیغامی ایسے بھولے بھالے اور سادہ لوح نہیں۔ کہ وہ اتنی معمولی سی بات بھی نہ سمجھ سکیں۔ کہ جب الفضل میں شائع شدہ وہی الفاظ اور سطور آپ مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اور اُن کا جواب دینے کے لئے بھی تیار ہیں" تو اگر وہی مضمون فاروق میں شائع ہوں۔ تو ان کا مطالعہ جناب کی طبع نازک پر اس قدر گراں کیوں گذرتا ہے۔ آخر اپنے پرانے خادم فاروق سے اس قدر بے رُخی کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہیئے۔ جب وہی الفاظ اور مضمون آپ الفضل میں مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اور پھر اُن کا جواب بھی دے سکتے ہیں۔ تو فاروق غریب پر کس گستاخی کی پاداش میں یہ عتاب نازل ہو رہا ہے۔ کہ اسے اپنے شرف مطالعہ سے یکسر محروم کیا جا رہا ہے۔ لیکن بات دراصل یہ ہے۔ کہ فاروق کا جواب دینے میں فاروق کا مطالعہ کرنے کی ناقابلیت مانع نہیں بلکہ یہ درحقیقت فاروق کا جواب دینے کی ناقابلیت ہے جسے آپ مطالعہ کرنے کی ناقابلیت کے پردہ میں چھپا رہے ہیں۔ آپ کا مقصد یہ ہے۔ کہ اس بہانہ سے اس تلخ پیالہ کو جوں توں کر کے ٹال دیا جائے ورنہ الفضل میں انہی مضامین کے شائع ہو جانے سے ان میں کونسی ایسی بات پیدا ہو جائیگی۔ جو آپ کے لئے جواب دینے میں آسانی کر دے۔ اگر تو الفضل میں شائع شدہ ہر مطالبہ کا صحیح اور درست جواب دیا جائے۔ تو بھی اس عذر کو قابل التفات سمجھا جا سکتا تھا۔ لیکن جب حقیقت یہ ہے۔ کہ الفضل میں شائع شدہ کسی بات کا بھی معقول جواب آج تک پیغام سے بن نہیں پڑا۔ تو فاروق کے متعلق اس عذر کو عذر لنگ سے زیادہ اہمیت کس طرح دی جا سکتی ہے۔

اجی حضرت ان بہانوں سے کچھ نہیں بنے گا۔ پیغامی اس قدر عقل و خرد سے عاری نہیں۔ جتنا آپ نے سمجھ رکھا ہے۔ اور آپ کی اس نازک مزاجی کی اصلی وجہ کا ان سے زیادہ دیر تک پوشیدہ رہنا ممکن نہیں۔ اگر کچھ دم خم ہے۔ اور اپنی ساکھ قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ تو مرد میدان بنئے۔ اور مقابلہ پر آکر جواب لکھئے۔ ورنہ اس تلبیس سے کیا فائدہ۔ اور اس سے کب تک کام چلیگا۔

میں یہ بھی عرض کر دوں۔ کہ پیغام صلح کو میں بھی حتی الامکان بہت ہی کم پڑھتا ہوں۔ اور اس کے مذکورہ بالا الفاظ کی طرف بھی مجھے میرے ایک دوست نے توجہ دلائی ہے۔ اور اسی نے اس پرچہ کو کھولا بھی تھا۔ لیکن اسکی وجہ یہ نہیں۔ کہ "میں اپنے آپ کو پیغام کا مطالعہ کرنیکے قابل نہیں پاتا" میں بفضلِ ایزدی اپنے آپ کو اس قابل پاتا ہوں۔ اور پیغامی بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔ اور میں نہ صرف اپنے آپ کو اس کا مطالعہ کرنے کے قابل پاتا ہوں۔ بلکہ اس کے ایک ایک لفظ کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑانے کے قابل بھی پاتا ہوں۔ لیکن میرے مطالعہ نہ کرنیکی وجہ یہ ہے۔ کہ میں اس لچر اور بے ہودگی کے پلندہ اور گندے چیتھڑے یعنی پیغام کو اپنے مطالعہ کے قابل نہیں پاتا۔ امید ہے کہ اس مضمون کو نوآموز و دیہاتی ضرور پڑھے گا۔ گو جواب نہ دے سکیگا۔ (دیدہ باید)

پیغامی مبلغین کی ضرورت ہے

اس کا جواب ٹریکٹ کے ذریعہ دیا جائے گا۔ ضرورت مند دوست اور کے ٹکٹ بھیج کر نسخہ طلب کریں۔ فی نسخہ ۱ فی روپیہ

(مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن،

دیانندی نیتھ مر رہا ہے

اور

اسلام بڑھ رہا ہے

میں نے گذشتہ چند ماہ سے احمدی اخبارات میں آریہ سماج کی موت آریہ سماجی حضرات کی تحریروں سے ثابت کی تھی۔ اور آریہ سماج کو بار بار چیلنج کیا تھا۔ کہ اگر ان کے اندر ذرہ بھر بھی زندگی ہے۔ تو میدان میں نکل کر اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔ مگر آج تک کوئی ایسا آریہ پیدا نہیں ہوا۔ جو میدان میں نکلا ہو۔ یا نکلنے کی کوشش کرتا ہو۔ یا میرے کسی مضمون کی تردید کر سکتا ہو۔ جب آریوں نے یہ دیکھا۔ کہ اب آریہ سماج کا خود ساختہ مذہب مٹ رہا ہے۔ اور احمدی حضرات دنیا میں آریہ سماج کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ آریہ سماج دن بدن گمنام ہو رہا ہے۔ اور عنقریب ایک ایسا وقت آنے والا ہے۔ کہ ہندوستان میں کوئی آریہ سماج کا نام لیوا نہ رہے گا۔ اور آریہ سماج ہر میدان میں احمدی جماعت سے بھاگ رہا ہے۔ تو اپنی بدنامی اور موت کو چھپانے کے لئے حیلے اور بہانے بنانے شروع کر دیئے۔ لیکن ناڑنے والے بھی عقاب کی نگاہ رکھتے ہیں۔ سب حقیقت تاڑ گئے۔ چنانچہ میں آریہ سماج کے مایہ ناز اخبار آریہ گزٹ کے چند سوالات بمع جواب ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ پیشتر ازیں کہ میں سوالات کے جوابات پیش کروں۔ میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ اس حقیقت کا اظہار کر دوں۔ کہ آریہ سماج کے لئے یہ بہتر تھا۔ کہ پہلے میرے سوالات کا جواب دیتا۔ پھر اسلام پر اعتراض ہوتا۔ آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی ایک دن آریہ سماج کو خاموش ہونا پڑے گا۔ اور یقیناً بھاگ کر جان بچانی ہوگی۔

آریہ گزٹ کا سوال اور ہمارا جواب

اب میں آریہ سماج کے اعتراضات کے نمبروار جوابات عرض کرتا ہوں۔ تاکہ حقیقت ظاہر ہو جائے۔

سوال نمبر ۱

آہم ان احمدی دوستوں سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ جو یہ کہتے ہیں۔ اسلام بڑھ رہا ہے۔ کیا سچ مچ اسلام بڑھ رہا ہے۔ آج یورپ اسلام سے پاک ہے" وغیرہ وغیرہ۔

ہمارا جواب

ہاں سچ مچ اسلام بڑھ رہا ہے۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ یورپ اسلام سے پاک ہے بالکل جھوٹ اور واقعات کے خلاف ہے۔ اگر کسی احمدی یا عیسائی دوست کی طرف سے شہادت پیش کروں کہ اسلام بڑھ رہا ہے۔ اور یورپ میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ تو کوئی مزیدار اور پُر لطف شہادت نہیں ہو سکتی۔ اسلئے میں آریوں کو آریوں کا دھوکا دکھانے کے لئے آریہ سماج کے ممبروں کی طرف سے جو ترقی اسلام کے متعلق شہادت ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ تاکہ جھوٹوں کو اُن کے گھر تک پہنچا دیا جائے۔

آریہ اخبار پرکاش کی گواہی

اخبار پرکاش لکھتا ہے۔

"احمدیوں کو لو۔ جنہیں غریب قوم کا پرتی مذہبی کہا جاتا ہے۔ لیکن ان کے کرم چاریوں کی تعداد پر نظر ڈالو۔ تو آپ کو (ایڈیٹر آریہ گزٹ جیسے کو) مارے ندامت کے سر جھکا لینا پڑے۔ آریہ پرتی مذہبی سبھا پنجاب کے دفتر کا مقابلہ قادیان کے محکموں سے کیا۔ یہاں ڈھائی آدمی ہیں۔ اور وہ بھی معمولی تنخواہ کے۔ تو وہاں باقاعدہ گورنمنٹ قائم ہے۔ جس کے مختلف صیغے ہیں۔ پھر انکے مشنوں پر نگاہ ڈالو۔ یہ مشن صرف بھارت ورش کے مختلف صوبوں میں نہیں۔ بلکہ دنیا کا کوئی ملک ہوگا۔ جہاں احمدی مشن نہ ہو۔ . . احمدی مشن افریقہ کے ایک ایک ملک کے علاوہ انگلینڈ۔ فرانس۔ جرمنی۔ امریکہ وغیرہ تمام مغربی ممالک میں ہیں۔ نیویارک یا لنڈن میں ہمارا کوئی مشنری جائے۔ تو اسے سستانے کو جگہ نہیں ملتی۔ لیکن احمدیوں کی ایک چھوڑ دو مسجدیں لنڈن میں ہی ہیں۔ . . . لیکن آریہ سماج اپنی مجموعی کوششوں سے اس وقت تک ایک بھی مشن تو غیر ممالک میں قائم نہیں کر سکا۔ غیر ممالک میں کیا کریگا۔ اپنے ملک میں بھی پرچار کا کام دن بدن ڈھیلا ہو رہا ہے۔"

(اخبار پرکاش لاہور ۹ رفروری ۱۹۳۰ء صفحہ ۶)

کہیئے مہاشہ جی۔ اب آپ کی غلط فہمی یا دھوکا دہی کا کیا حال ہے۔ کاشکہ آپ تعصب کی پٹی کو آنکھ سے اتار کر پرے رکھ دیتے۔ تو بہتر تھا۔ مگر کسی نے سچ کہا ہے ؎

انر کرتی نہیں تعلیم تیرہ روزگاروں کو
اِدھر ٹیڑھی ہوئی کتے کی دُم گر کی اُدھر سیدھی

مذکورہ بالا حوالہ میں ایڈیٹر اخبار پرکاش نے نہ صرف یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام کے مشن تمام دنیا پر ابر رحمت بنکر چھا گئے ہیں۔ بلکہ ساتھ ہی آریہ سماج کی بیکسی اور موت کا حقیقی نقشہ بھی بالوضاحت پیش کر دیا ہے۔

اب یہ میرا بھی حق ہے۔ کہ آپ کی خدمت میں بھی ایک سوال پیش کروں۔ امید ہے۔ کہ آپ اس کا جواب عنایت فرما دینگے۔ دیدہ باید ؎

ایڈیٹر آریہ گزٹ سے ہمارا سوال نمبر ۱

بزبان بھگت رام رشی ؎ستیہ تو یہ ہے۔ کہ پنڈت گوردت جی کے بعد آریہ سماج میں کوئی دوسرا نہیں ہوا۔ آریہ سماج نے مہرشی کے بھاشیہ کو سر چڑھا دیا ہے۔ بنانے میں کچھ تین نہیں کیا۔ اور اس اندھ بھگتی کی وجہ سے یوروپین کے پاس کوئی بھی شدھ بھاشیہ نہیں پہنچ سکا۔ جس سے ان کی شردھا وید پر بڑھ سکے۔ . . . آریہ پرشوبہ آرین سپرٹ ہے۔ جس کو ہم نے دنیا داری۔ زمانہ سازی۔ جھوٹی دوستی اور لحاظ کی وید کی پر قربان کر دیا ہے"

(از پنڈت بھگت رام جی رشی لاہور چھاؤنی۔ اخبار آریہ گزٹ لاہور ۱۶ راگست ۱۹۳۰ء صفحہ ۹)

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

مہاشہ جی! آپ مہربانی کر کے فرما دیں۔ کہ جس شے کی حقیقت سے ہی تمام آریہ سماجی ناواقف ہیں۔ وید آریہ سماج کے لئے ہونے یا نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کیونکہ رشی جی نے یہ واقعات کی بنا پر کہدیا ہے۔ کہ اب آریہ سماج میں کوئی عالم نہیں ہے۔ تو پھر آپ کا کیا حق ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب نامعلوم شے کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ کیا دنیا میں کوئی ایک ہی مثال پیش کر سکتے ہو۔ کہ کوئی عقل مند انسان اور باہوش انسان کسی نامعلوم شے کے لئے جان دیتا ہو۔ یا ان دیکھی شے کے گُن گاتا ہو۔ اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ مہاشہ جی۔ اب یہ انسانیت نہیں ہے۔ کہ آپ چپ سادھ جائیں۔ اور بجائے جواب دینے کے مخبوط الحواس انسان کی طرح ادھر ادھر کی واہی تباہی بکنا شروع کر دیں۔ دیانند یو کب تک مکر و فریب کا جال پھیلاتے رہو گے انسان ہو کچھ تو سداقت سے کام لو۔ کیونکہ آخر فنا ہونا ہے اور خدا کے روبرو پیش ہونا ہے۔

آریہ گزٹ کا دوسرا سوال اور ہمارا جواب

ایڈیٹر آریہ گزٹ کہتا ہے کہ "اسلام روحانیت کے ادھار پر نہیں بلکہ تلوار اور زور کے ادھار پر پھیلا ہے۔ کوئی ملک ایسا دکھاؤ۔ جہاں اسلام نے تلوار کے بغیر یا خون کے بہانے کے بغیر اپنا مسکن بنایا ہو"

ہمارا جواب

اور ممالک کو آپ جانے دیں۔ میں صرف ہندوستان کا حال آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ کیونکہ آپ ہندوستانی ہیں۔ اور غیر ممالک کا حال آپ کو دیر سے معلوم ہو سکے گا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں۔ کہ اسلام صرف اور صرف اپنی روحانیت اور صداقت اور سادگی اور امن پسندی سے پھیلا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

ہمارا گواہ خود آریہ گزٹ ہے

"وہ کونسی چیز تھی۔ جس سے متاثر ہو کر عرب کے جاہل لوگوں نے مذہب کے پرچار کی خاطر اسلام کا پھریرا سپین اور مراکو تک لہرا دیا۔ وہی اپنے مذہب کے لئے سرگرمی آپس کا اتفاق اور پریم۔ ایک ہی بھاؤ اور ایک ہی جذبہ سے پریرت ہو کر کام کرنا۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت کو ہی اپنی زندگی کا مقصد قرار دینا۔ جہاں اس قسم کے زبردست جذبہ سے لوگ متاثر ہوں۔ وہاں بیرونی رکاوٹیں کچھ نہیں کر سکتیں۔ وہاں پہاڑ نیچے ہو جاتے ہیں۔ دریا پایاب ہو جاتے ہیں۔ اور صحرا سبزہ زار میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ کوئی روکاوٹ سدِ راہ نہیں رہتی"

(آریہ گزٹ لاہور کارشتی نمبر ۱۸/۲۵ پھاگن سمت ۱۹۸۶ صفحہ ۳۴ کالم ۱)

مہاشہ جی اب آپ کے لئے یہ بہتر ہے۔ کہ چلو بھر پانی لیکر ڈوب مریں۔ اب آپ اس قابل نہیں ہیں۔ کہ اپنے منحوس اور مکروہ چہرے کو دنیا میں دکھا سکیں دیکھا کس عمدگی کے ساتھ شری جوالا پرشاد جی نے آپ کا منہ کالا کیا ہے۔ ؎

تیمی بے کسی اور بے زری اور ساتھ ہی ہجرت
بتا احمق کہاں خنجر تھا جب پھیلی مسلمانی

اسلام تلوار سے نہیں صداقت سے پھیلا

لیجئے تلوار کے متعلق بھی سن لیں:۔

"ہند میں ادنیٰ اور خارج از برن کے ساتھ اعلیٰ برنوں کا بُرا سلوک ہی اسلامی ترقی کا معاون ہوا۔ نہ کہ اسلامی سیف گویا جوں جوں ادنےٰ اور طارج از برن افراد اعلےٰ برنوں کے ستائے اور دکھائے ہوئے نہ کہ اسلامی تلوار کے ڈرائے ہوئے دھڑا دھڑ داخل اسلام ہوتے گئے"

(اڈوڈونش سدھارک لاہور ۹ راگست ۱۹۳۰ء صفحہ ۳ کالم ۲)

دیانندی مترو آپ نے یہ دیکھ لیا ہے۔ کہ آپ جیسے ظالم لوگوں نے ہی اسلام کی اشاعت کا راستہ صاف کر دیا تھا۔ اگر آپ کے اندر ذرہ بھی انسانیت اور انصاف ہوتا تو ہرگز ہرگز اسلام کی دنیا میں ضرورت نہ پیدا ہوتی۔ پس ثابت ہوا۔ ظالم کو راہ راست پر لانے اور انصاف کو برقرار رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے اسلام کو دنیا میں بھیجا۔ اور اسلام کی سادگی نے ہندوؤں کے لئے زندگی کا ثبوت دیا۔ اور مردہ ہندوؤں کو حیات کا شربت پلایا۔ مثلاً "جس ہندو نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کو ہزار سہولتیں جو مسلمان شدھ ہوئے۔ ان کی حالت ناگفتہ بہ۔ گویا مسلمان ہونا مردہ سے زندہ ہونا۔ اور شدھ ہونا زندگی سے سماجکموت" (اخبار ہندو لاہور ۲۱ راکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۴ کالم ۲)

مہاشہ جی دیکھا۔ احمدی پہلوانوں سے ہاتھ ملانا گویا جان دینا ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کر احمدیوں کے منہ آیا کرو۔ ورنہ منہ کی کھانی پڑی گی ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

مہاشہ جی میں آپ کو یہ برادرانہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپ نیوگی آریوں کو اوٹ پٹانگ سنا کر دھوکا دے سکتے ہیں۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ کہ آپ عقلمندوں کے نزدیک مہذب انسان بھی کہلوانے کے مستحق ٹھہر سکیں۔ اگر کچھ ویدک دھرم کی خوبیوں کا حال معلوم ہے۔ یا ویدک دھرم کی سار جانتے ہو۔ تو ظاہر کرو دنیا خود معلوم کر لیگی۔ کہ آپ کے پاس کیا دھرا ہے۔ یا ہم کو یہ بتانا چاہتے ہو کہ:۔

"آریہ سماج کی شان تو اس بات میں ہے کہ ملک کے سامنے زمانہ کے مطابق نئی تجاویز اور طریقہ عمل پیش کرے۔ جو پروگرام آریہ سماج نے ۴۰ سال پہلے بنایا تھا۔ اس کا Manner Sture ختم ہو گیا ہے نئے پروگرام کی ضرورت ہے"

(از شری پنڈت بہادر مل جی ایم۔ اے۔ پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور۔ اخبار آریہ گزٹ کارشتی نمبر ۱۸/۲۵ پھاگن سمت ۱۹۸۶ صفحہ ۳۲)

دیانندی مترو۔ اب ان وہموں کو چھوڑ دو۔ جب آپ لوگ خود ہی ویدک دھرم کو چھوڑ کر نئے پروگرام کے پیچھے دوڑ رہے ہو۔ تو پھر یہ کب ممکن ہے۔ کہ کوئی عقل کا اندھا ویدک دھرم میں رہ سکے۔ جب ویدک دھرم آپ جیسے کٹھر اور اندھو شوا شی بھگتوں کی تسلی نہیں کر سکتا۔ تو پھر عقلمند انسان کب ویدک دھرم میں رہ سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ بقول آریہ گزٹ اب ویدک دھرم کے لئے دنیا میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ویدوں کا زمانہ گذر گیا ہے۔ اب روشنی کی ضرورت ہے۔ اور وہ بجز اسلام کے ملنی ناممکن ہے۔ ہزار سر کو پیٹو۔ غیر ممالک کی طرح ویدک دھرم اب زیادہ دیر تک ہندوستان میں بھی نہیں رہ سکتا۔ کہاں گئی تمہاری چھوت چھات۔ اونچ نیچ۔ نیوگ اور بیوہ کے نکاح کی ممانعت پوران درشن کے مصنف نے یہ بالکل سچ کہا ہے۔ کہ:۔

"حقیقت یہ ہے۔ کہ آریہ سماجی ویدک دھرمی نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ ویدک تعلیم سے منحرف ہیں۔ ہمیں ان کا صحیح نام دیانندی رکھنے کی بھی جرأت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ودھواہ بواہ کھان پان۔ نیوگ دون دھرم وغیرہ سدھانتوں کے متعلق آریہ سماج کی موجودہ روش دیکھکر ہر انصاف پسند عقلمند بے ساختہ کہہ اُٹھتا ہے۔ کہ آریہ سماج سوامی دیانند کو چھوڑ رہا ہے یا موجودہ آریہ سماج وہ آریہ سماج نہیں رہا۔ جو سوامی دیانند کا آریہ سماج تھا"

(پوران درشن صفحہ)

دیانندیو بتاؤ۔ آپ لوگ کس منہ سے آریہ سماجی یا ویدک دھرم

(باقی آئندہ پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں)

(صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب شہید مرحوم نے قادیان سے شائع کیا)